AUSTRALIAN JOURNAL OF HUMANITIES AND ISLAMIC STUDIES RESEARCH (AJHISR)
Vol.2, Issue 1, Jan-16 to Jul-16

JESUS AND THE CONCEPT OF GOD

عیسیٰ علیہ السلام اور تصورِ خدا - URDU

عبدالحمید آرائیں

لیکچرر اسلامیات، گورنمنٹ سچل آرٹس و کامرس کالج، حیدرآباد، ریسرچ اسکالر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

ثمینہ ناز آرائیں

ریسرچ اسکالر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو

ABSTRACT:

In all Abrahamic religions, it is believed there is a supreme power that created this universe. But in many religions, this supreme power is called with different names and attributes. In Islam, this supreme power's name is "ﷲ ". Islam is monotheistic religion and its prime belief is that "The God is one and only, there is no associate or partner with Him and there is nothing like Him". Jesus Christ was one of the holy prophets of God. Most humans being on earth today believe in Jesus, for that they call themselves as Christian or Muslims. However, how these two major religions view Jesus is different. The main belief of Christianity is "Trinity" i.e. Father, Son (Jesus Christ) and Holy Ghost. What was believed by Jesus Christ is the question explored in this paper in the light of the Christian and Muslim texts. Did Jesus himself ever claim divinity in any unequivocal statement? Did he preach trinity? In the gospels, the biography of Jesus, his way of living, his conduct, his behaviour, his habits, his sayings, and teachings are mentioned. They are accordingly reviewed and analysed in this paper in relation to the concept being studied. The gospel of Mathew is rich with teaching statements by Jesus that give us insights into his doctrines and theological views. Nowhere in Bible Jesus himself claimed divinity or taught about Trinity. But He believed in the one and only God and always prayed to him and prostrated to him.

Key word: Jesus, Divinity, Christians, Only one God, Islam.

تعارف:

تمام تعریفیں، عظمتیں، اور حمد اُس پاک ذات کے لیے جو اس کے لائق ہے۔ اسی نے تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا۔
انسان کو مٹی سے خلق کیا اور پھر تمام مخلوقات کو حضرتِ انسان کی خدمت کے لیے معمور کیا اور بنی نوعِ آدم کو اپنی عبادت کرنے کی تعلیم دی۔ وہی ذات اس تمام کائنات کی اکیلی مالک و خود مختیار ہے۔ نہ تو کوئی اس کا شریک ہے اور نہ ہی وہ کسی کا محتاج ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ ہی اس میں سے کوئی پیدا ہوا۔ اس جیسا کوئی نہیں[i]۔ اس ذات پاک نے انسانی رہنمائی کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا جو زندگی بھر ایک مالک و مختار کے گن گاتے رہے اور دیگر لوگوں کو اسی کی طرف بلاتے رہے۔ مگر ان کے علیہ السلام کے لائے ہوئے کلام میں تحریف و تبدیلی سے کام لیا اور مالکِ ملک کے ساتھ مختلف جانے کے بعد لوگوں نے انبیاء طریقوں سے شرک کرنے لگے۔

عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بر گزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں۔دنیا کی بڑی آبادی عیسیٰؑ کو مانتے ہوئے عیسائی کہلاتی ہے۔عیسائیت کے بنیادی عقائد میں سے ایک تثلیث ہے۔یعنی تین خداؤں میں ماننا۔خدا،بیٹا اور روح القدس[ii]۔مگر سوال یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کیا تھا اور انھوں نے خدائے واحد کے بارے میں کیا تعلیم دی۔

موجودہ انا جیل میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں بتایا گیا ہے وہیں آپؑ کی تعلیمات کا بھی ذکر موجود ہے۔اس مضمون میں عیسیٰ علیہ السلام کا تصورِ خدا کے بارے میں تعلیمات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ ان کا اللہ تبارک تعالیٰ کے بارے میں کیا نظریہ اور عقیدہ تھا۔

عقیدہ توحید

توحید کے لفظی معنیٰ ایک ماننا ہے۔اس کے اصطلاحی مفہوم اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایک ماننا ہے یعنی کہ ایسی ذات کو جو کائنات کے وجود میں آنے سے پہلے موجود تھی اور اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہیں تھی، بااختیار تھی اور تمام مخلوق کو پیدا کرنے والی ہے اور اس کا اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور اپنے پورے اختیار واقتدار کے ساتھ اس کائنات کے ختم ہونے کے بعد بھی قائم اور بااختیار رہے گی۔اس کی قدیم صفت کے ساتھ اپنا خالق اور بااختیار مان لینا اور اس کی یکتائی کو تسلیم کر لینا "توحید" ہے۔

ہر الہامی مذہب میں توحید کو ہی اولیت حاصل رہی ہے اور اللہ کے ہر رسول نے اسی کی تعلیم دی ہے اور یہ تعلیم وہدایت سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک ہر نبی دنیا والوں کو دیتا رہا۔جس میں انسان کے تمام اعمال وافعال کی رہنمائی ہے جو انسان اور باقی مخلوقات کی پیدائش اور ظہور کا منشا ہے۔تمام سابقہ انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ایک عقیدہ توحید ہی کی تعلیم دی۔

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"The first of the commandments is, hear! O Israel; The lord our God is one Lord" [iii].

"اوّل حکم یہ ہے: سنو اے اسرائیل! رب ہمارا خدا ایک ہی رب ہے"۔

جب خدا ایک ہی ہے تو پھر عبادت بھی اسی ایک خدا کی کرنی چاہیے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا:

"Always with you, “Satan! For it is written”, “you shall worship the Lord your god, and Him only you shall serve" [iv].

توخداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر"۔:"یسوع نے اس سے کہا: اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ

دوسری جگہ کہا:

"اُس نے اُس سے کہا کہ توخداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔بڑا اور پہلا حکم یہی ہے" [v]۔

یسوع کا ایک فقیہی سے مقالمہ درج ہے جس میں آپؑ نے توحید کو بڑے واضح انداز میں سمجھایا:

"ایک فقیہ آیا اور یسوع سے پوچھا کہ سب حکموں میں اول کون سا ہے ؟۔یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے اے اسرائیل سُن۔خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ۔دوسرا یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں۔

فقیہ نے اس سے کہا اے استاد بہت خوب! تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔اور اس سے سارے دل اور ساری عقل اور ساری طاقت سے محبت رکھنا اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھنا سب سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے بڑھ کر ہے۔جب یسوع نے دیکھا کہ اس نے دانائی سے جواب دیا تو اس سے کہا تُو خدا کی بادشاہی سے دور نہیں"[vi]۔

عیسیٰ علیہ السلام نے فقیہ کو جواب میں کہا کہ خدا ایک ہے اور اسی سے محبت رکھو تو فقیہ نے جو کہ سمجھدار شخص تھا بات کو بلکل واضح کر دیا کہ "وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں"۔اس جواب پر عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی تعریف کی اور خدا کی بادشاہی میں جانے کی بشارت دی۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ اور اس کے زمانے میں لوگوں کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ ایک ہے اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں یعنی :

"لا الٰہ الا اللہ"۔

دوسری جگہ مزید وضاحت ہے کہ :

یسوع نے کہا:"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔جو کام تو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اُس کو تمام کر کے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا"[vii]۔

انجیل میں ایک اور مقام پر عیسیٰ علیہ السلام کا قول درج ہے کہ :

"جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند! کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے"[viii]۔

"جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے"[ix]۔

"اگر میں خدا کی روح کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہوں تو خدا کی بادشاہی تمہارے پاس آ پہنچی"[x]۔

انجیل کے مندرجہ بالا آیات سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک خدا کی عبادت کا حکم دیا ہے مگر عیسائی پادریوں نے تثلیث کا عقیدہ اپنی طرف سے گھڑا اور پھر اسکے مطابق انجیلوں میں بھی تحریف کر دی۔یہ خدا کی قدرت کا کمال ہے کہ آج بھی انجیل میں ایسے بے شمار مقامات موجود ہے جن سے عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح عقیدہ کی پہچان ہو سکتی ہے۔

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ :جب بھی غیر جانبداری اور دیانت داری کے ساتھ انجیلوں کا جائزہ لیا گیا ہے،تو ہمیشہ یہ فیصلہ دیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بارے میں ایک "خدا کا بندہ اور پیغمبر" ہونے کے سوا کوئی اور بات نہیں کہی،ان کا کوئی ارشاد آج کی انجیلوں میں بھی ایسا نہیں ملتا جس سے ان کا خدا ہونا یا خدا کا کوئی "اقنوم" ہونا ثابت ہوتا ہو"[xi]۔

عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ توحید پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر بلال فلپس کہتے ہیں کہ :

"Jesus called them to worship the one true God who unique in His qualities. God does not have the attributes of His creation, nor does any creature share any of His attributes. In Mattew 19: 16-17 , when the man called Prophet Jesus 'good', saying, "Good teacher, what good thing shall I do that I may have eternal life?" Prophet Jesus replied, "Why do you call me good? No one is good but One, that is, God." He denied the attribution of 'infinite goodness' or perfect goodness' to himself, and affirmed that this attribute belongs to Allah alone." [xii]

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو ایک سچے خدا کی عبادت کرنے کو کہا تھا جو کہ اپنی صفات میں اکیلا ہے۔ان صفات میں نہ تو کوئی اس کا ساجھی ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو اپنا شریک بنایا ہے۔جیسا کہ متی نے اپنی انجیل میں بیان کیا ہے کہ :

"اور دیکھو ایک شخص نے پاس آکر اس سے کہا اے استاد میں کون سی نیکی کروں تا کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟

اُس نے اُس سے کہا کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ نیک تو ایک (اللہ) ہی ہے۔لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔" [xiii]

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کامل نیک یا مکمل ہونے سے انکار کیا اور واضح کر دیا کہ یہ صفات تو صرف اللہ کا خاصہ ہیں۔

متی ۱۹: ۱۶۔۱۷ کے عربی ترجمہ میں یہ بلکل واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا! اللہ کے علاوہ کوئی نیک نہیں:

" و اذا واحد تقدم وقال له ايها المعلم الصالح اي صلاح اعمل لتكون لي الحياة الابدية. فقال له لماذا تدعوني صالحا. ليس احد صالحا الا واحد وهو الله. ولكن ان اردت ان تدخل الحياة فاحفظ الوصايا" [xiv].

بائبل کا ایک اور بیان جس کے مطابق یہ بلکل واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی اور بندے تھے۔جو کہ اللہ کی طرف سے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیے گئے تھے نہ کہ وہ خود خدا تھے:

"Ye men of Israel, hear these words; Jesus of Nazareth, a man approved of God among you by miracles and wonders and signs, which as ye yourselves also know" [xv].

"اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے"۔

اختیار ایک اللہ کے پاس ہے

"اُس (یسوع) نے اس (زبدی کی ماں) سے کہا کہ تو کیا چاہتی ہے؟

اُس نے اس سے کہا: فرما کہ یہ میرے دونوں بیٹے تیری بادشاہی میں تیری دہنی اور بائیں طرف بیٹھیں۔

یسوع نے جواب میں کہا تم نہیں جانتے کہ کیا مانگتے ہو۔جو پیالہ میں پینے کو ہوں کیا تم پی سکتے ہو؟

اُنہوں نے کہا پی سکتے ہیں۔

اُس نے اُن سے کہا میرا پیالہ تو پیو گے لیکن اپنے دہنے اور بائیں کسی کو بٹھانا میرا کام نہیں مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا اُن ہی کے لئے ہے"[xvi]۔

یہی واقعہ مرقس نے اپنی انجیل باب ۱۰ آیت ۳۵تا۴۵ میں بھی ذکر کیا ہے۔بقول مرقس دائیں اور بائیں بیٹھنے کی درخواست زبدی کے بیٹوں یعقوب اور یوحنا نے خود یسوع سے کی تھی، جبکہ متی کے بیان کے مطابق ان کی ماں نے یہ درخواست کی تھی۔مرقس اور متی کے بیان میں اختلاف کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کے جواب سے یہ صاف ظاہر ہے کہ بیٹھانے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔یعنی میری داہنی اور بائیں طرف بیٹھانے کا اختیار مجھے نہیں دیا گیا۔یہ فیصلہ اللہ نے کرنا ہے کہ میرے داہنے اور بائیں کون ہوگا۔

عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے

عیسیٰ علیہ السلام نے نفعی کی کہ وہ یا فرشتے بھی مستقبل میں آنے والے حالات کے بارے میں جانتے ہیں:

"لیکن اُس دن(قیامت) اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ"[xvii]

مرقس نے اس کے بعد مزید لکھا ہے کہ:

"خبردار! جاگتے اور دعا کرتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ وقت کب آئے گا"[xviii]۔

بائبل کے مندرجہ بالا اقتباسات سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے وقت کے بارے میں نہیں جانتے تھے بلکہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ قیامت کب واقع ہوگی اس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے۔اسی طرح دوسری الہامی کتابوں کے مطابق کسی نبی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اسے قیامت کے بارے میں علم ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے نہ کہ خود اللہ تھے یا اللہ کے بیٹے تھے۔کیونکہ اگر وہ خود خدا ہوتے تو یہ نہ فرماتے کہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

ایک اللہ سے ڈرنا چاہیے

ہمارے جسم اور روح پر اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے وہی دونوں کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی دونوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔اس لیے اسی کا حق ہے کہ اسی سے ڈرا جائے اور اسی کا حکم مانا جائے۔یہی وہ تعلیم ہے جو کہ ہمیں توحید کا درس دیتی ہے اور خدائے واحد کی طرف لے کر جاتی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک اللہ سے ڈرنے کے عقیدہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور روح کو قتل نہیں کر سکتے ان سے نہ ڈرو بلکہ اسی سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے"[xix]۔

دعا ایک اللہ سے ہی مانگنی چاہیے

جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا، اسی سے ڈرنے کی تعلیم دی وہیں یہ بھی عقیدہ دیا کہ دعا بھی صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے اور وہی اُسے پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

"اور دعا کرنے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سنی جائے گی۔پس ان کی مانند نہ بنو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو۔پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ:

اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے۔

تیری بادشاہی آئے، تیری مرضی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔

اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔

اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ برائی سے بچا[کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔آمین]

اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا۔اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہیں کرے گا"[xx]۔

متی نے گرفتاری کے واقعات سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اس طرح نقل کی ہے:

"تب یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک جگہ پہنچا جس کا نام گستمنی تھا۔اس نے ان سے کہا: تم یہاں بیٹھو اور میں وہاں آگے جا کر دعا کرتا ہوں۔وہ پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے گیا اور افسردہ اور بیقرار ہونے لگا۔پھر اس نے ان سے کہا غم کی شدت سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔

پھر ذرا آگے جا کر وہ زمین پر سجدہ میں گر پڑا اور دعا کرنے لگا کہ اے باپ! اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے، پھر بھی جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے وہی ہو۔

جب وہ شاگردوں کے پاس واپس آیا اور انہیں سوتے پایا تو پطرس سے کہا: کیا تم گھنٹہ بھر بھی میرے ساتھ بیدار نہ رہ سکے؟

جاگتے اور دعا کرتے رہو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو روح تو آمادہ ہے مگر جسم کمزور ہے۔وہ پھر چلا گیا اور دعا کرنے لگا:

اے میرے باپ! اگر یہ پیالہ میرے پیئے بغیر ٹل نہیں سکتا تو تیرے مرضی پوری ہو۔

جب واپس آیا تو شاگردوں کو پھر سے سوتے پایا کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو چکی تھیں۔لہٰذا وہ انھیں چھوڑ کر چلا گیا اور تیسری دفعہ وہی دعا کی جو پہلے کی تھی"[xxi]۔

اس تمام واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ بھی مشکل وقت میں اللہ ہی سے دعا کرتے تھے، اسی کے حضور سجدہ ریز ہوتے، اسے ہی حاجت روا سمجھتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی یہی نصیحت کرتے رہے کہ اسی اللہ سے دعا مانگو وہی حاجات کو پورا کرنے والا ہے۔ساتھ ہی دعا کا اسلوب بھی بتایا کہ سجدہ کی حالت میں دعا مانگی جائے۔

جب یسوع کو صلیب کیا گیا تو بھی اُس مشکل گھڑی میں بھی اس نے اللہ ہی کو پکارا۔اور آج بھی بائبل میں وہ الفاظ اس طرح نقل کیے گئے ہیں:

" ایلی ایلی لما سبقتنی "[xxii]

اے میرے خدا! میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

اس دعا سے عقیدہ تثلیث کی قلعی کھل جاتی یہ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ نہیں بلکہ خود ساختہ ہے۔ کیونکہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خود خدا ہوتے تو وہ کسی اور کو کیوں پکارتے۔

ان دعاؤں پر بحث کرتے ہوا ابو محمد علی بن احمد حزم الاندلسی لکھتے ہیں کہ :

"ان (نصاریٰ) لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا خدا کہ یہی صفت ہوتی ہے۔ کیا خدا فرشتے کا محتاج ہوتا ہے کہ وہ اسے تسلی دے کیا خدا دعا کرتا ہے کہ کیا اس سے کاسہِ موت کو ہٹا دیا جائے۔ کیا حال کی سختی سے خدا کو پسینہ آتا ہے جب اسے موت کا یقین ہو جاتا ہے کیا خدا کو خدا زندہ رکھتا ہے؟ حماقت میں اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہو گی؟"[xxiii]۔

خدا کا بیٹا

" کہہ کر Son of Man عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہہ کر نہیں پکارا۔ جبکہ وہ تو خود کو "[xxiv] ہی متعارف کرواتے رہے۔

بائبل عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے مطابق ہر وہ شخص جو خدا سے ڈرتا ہے وہ خدا کا بیٹا " Son of God ۔ہے"

"مبارک وہ ہیں جو صلح کرواتے ہیں، کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے "[xxv]۔

دوسری جگہ متی نے عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان لکھا ہے کہ :

[xxvi]"That ye may be children of your father which is in heaven"

عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بندہ اور رسول :

عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی خدائی دعویٰ نہی کیا بلکہ وہ تو خود اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ اور خدا کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔

متی نے لکھا ہے کہ :

"اور لوگوں کو رخصت کر کے تنہا دعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا "[xxvii]۔

دوسری جگہ متی نے لکھا ہے کہ :

"دیکھو یہ میرا خادم ہے جسے میں نے چنا

میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے

میں اپنا روح اس پر ڈالوں گا

اور یہ غیر قوموں کو انصاف کی خبر دے گا"[xxviii]

عیسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ بھی کہا وحی الٰہی کی روشنی میں کہا یعنی وہ اپنے رب کا پیغام سنانے کے لیے آئے تھے:

"کیونکہ میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا اسی نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں۔

اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس جو کچھ میں کہتا ہوں جس طرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے اسی طرح کہتا ہوں"[xxix]۔

عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پطرس کا آپ کے متعلق عقیدہ کیا تھا۔ آیئے ان ہی کی زبانی سنتے ہیں:

"اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے"[xxx]۔

نتیجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عورت سے پیدا ہوئے[xxxi]، عام طریقے سے بڑھے پھولے[xxxii] اور عیسائی عقیدہ کے مطابق صلیب سے فوت ہوئے[xxxiii] (قطع نظر اس کے کہ صلیب سے موت کا نظریہ کہاں تک درست ہے) اس طرح پیدا اور فوت ہونے والے کو خدا کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اسی طرح جو شخص عام طریقہ سے بھوک پیاس محسوس کرتا ہے[xxxiv]۔

خدا قادر مطلق ہے ساری کائنات اس کی مرضی سے چلتی ہے، اسی لیے اس کے ماننے والے اپنی کمزوری اور احتیاج میں اسے پکارتے ہیں۔ اس کے بر عکس جسے اپنی کمزوری اور احتیاج کا احساس ہو، اور اسے رفع کرنے کے لیے خدا کو پکارتا اور اس سے دعا کرتا ہو، جسے اس کی کمزوری اور مصیبت پریشان اور غمگین کرتی ہو، اسے کس طرح خدا کہا جا سکتا ہے؟ وہ تو خود کسی کو برتر مان کر حالتِ احتیاج و غم میں اسے پکار رہا ہے۔

اسی طرح جب عیسیٰ علیہ السلام کے گرد دشمن کا گھیرا تنگ ہوتا ہے تو وہ کس طرح گھبراتے، غمگین ہوتے اور موت و مصیبت سے بچنے کی دعا کرتے ہیں، موت کا پیالہ ٹالنے کی التجا کرتے ہیں اور پھر اپنی مرضی کو اپنے خدا کی مرضی کے سپرد کرتے ہیں۔

اگر عیسیٰ علیہ السلام نے خود خدائی دعویٰ کیا ہوتا تو اس دعا یا عبادت کا کیا مطلب۔ دعا کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ اپنے آپ کو اس خدائے برتر کے سامنے کمزور، حاجت مند اور ضرورت مند کے طور پر پیش کر رہے تھے۔ آپؑ نے تو اپنی بشریت و عبدیت پر زور دینے کے لیے اناجیل میں بار بار (اٹھتر (78)) [xxxv] دفعہ اپنے لیے "ابن آدم" کا لقب استعمال کیا ہے [xxxvi]۔

یعنی مسیح علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو اپنے وقت کے لوگوں کی اصلاح کرنے کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ اللہ کے متعلق ان کا عقیدہ کچھ اس طرح سے تھا:

اس دنیا اور اس میں موجود تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا صرف ایک اللہ ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اسی سے ڈرنا چاہیے اور اسی سے دعا مانگنی چاہیے کیونکہ تمام اختیارات صرف اسی اکیلی ذات کے پاس ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اسی عقیدہ کی نہ صرف تعلیم دی بلکہ اپنی تمام زندگی اسی عقیدہ پر کاربند رہے۔

REFERENCES:

[i] القرآن سورہ اخلاص 112
[ii] قاموس الکتاب ص۔233، مسیحی اشاعت خانہ 36 فیروز پور روڈ، لاہور، 2008
[iii] Holy Bible (KJV): Mark 12:29, 129 Mobilization Drive, Waynesboro, GA 30830 USA
[iv] Holy Bible (KJV): Mathew 4: 10
[v] (متی 22: 37-38 KJV بائبل)
[vi] (مرقس 12: 28 تا 34 KJV بائبل)
[vii] (یوحنا 17 : 3-4 KJV بائبل)
[viii] (متی 7: 21 KJV بائبل)
[ix] (متی 12: 50، مرقس 3: 31 تا 35، لوقا 8:19 تا 21 KJV بائبل)
[x] (متی 12: 28 KJV بائبل)
[xi] تقی عثمانی محمد: عیسائیت کیا ہے؟، ص۔83، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، 1998ء
[xii] Bilal Philips: The True Message of Jesus Christ, P.19.
[xiii] (متی 19: 16 تا 17 KJV بائبل)
[xiv] متی: بائبل (الکتاب المقدس) 19:16 17-Electronic Text Country, the unbound bible(http://unbound.bible.edu/)
[xv] Holy Bible (KJV): Acts: 2:22
[xvi] (متی 20: 20 تا 23 KJV بائبل)
[xvii] (متی 24: 36 KJV بائبل)
[xviii] (مرقس 13: 33 KJV بائبل)
[xix] (متی 10: 28 KJV بائبل)
[xx] (متی 6: 7 تا 15 KJV بائبل)

[xxi] متی 26: 36 تا44 (بائبل KJV)

[xxii] متی 27: 46(بائبل KJV)

[xxiii] ابن حزم ابو محمد علی بن احمد الاندلسی: الملل والنحل، ج۔1 ص۔301، ترجمہ عبداللہ عمادی۔

[xxiv] مرقس 2: 10(بائبل KJV)

[xxv] متی 5: 9(بائبل KJV)

[xxvi] متی 5: 45(بائبل KJV)

[xxvii] متی 14: 23(بائبل KJV)

[xxviii] متی 12: 18(بائبل KJV)

[xxix] یوحنا 12: 49(بائبل KJV)

[xxx] اعمال 2: 49(بائبل KJV)

[xxxi] متی 1: 18-20، لوقا 1: 31، 2: 5-7(بائبل KJV)

[xxxii] لوقا 2: 40(بائبل KJV)

[xxxiii] متی 27: 50، مرقس 15: 37، لوقا 23: 46، یوحنا 19: 18(بائبل KJV)

[xxxiv] متی 4: 2، مرقس 11: 12، یوحنا 19: 29(بائبل KJV)

[xxxv] قاموس الکتاب ص۔15، مسیحی اشاعت خانہ 36 فیروزپور روڈ، لاہور، 2008

[xxxvi] متی 10: 23، مرقس 10: 45، لوقا 5: 24، یوحنا 3: 13 وغیرہ (بائبل KJV)